Shnakhat
VOL- 3, ISSUE- 4, 2024
Online ISSN : 2709-7641
Print ISSN 2709-7633
Name of Publisher: **Shnakhat Research & Educational Institute**
Review Type: **Double Blind Peer Review**
Area of Publication: **Arts and Humanities (miscellaneous)**

کلام غالب قرآنی واقعات کے تناظر میں

شفیق الرحمٰن
اسسٹنٹ پروفیسر،اردو، گورنمنٹ گریجوایٹ کالج میلسی shafiqellahabadi@gmail.com.
پونم شاہین
ایم۔فل اردو سکالر،انسٹی ٹیوٹ آف سدرن پنجاب ملتان ponamshaheen@gmail.com.
سمیرا عباس
ایم۔فل،اردو،انسٹی ٹیوٹ آف سدرن پنجاب ملتان sumairaabbas406@gmail.com.
مختیار حسین
ایم۔فل،اردو،انسٹی ٹیوٹ آف سدرن پنجاب ملتان mukhtiarsain786@gmail.com.
صائمہ ممتاز
ایم۔فل اردو، سی۔ٹی۔آئی اردو، گورنمنٹ گریجوایٹ کالج وہاڑی mumtazsaima492@gmail.com

Abstract

Mirza Ghalib's poetry is an invaluable treasure of Urdu and Persian literature, renowned for its intellectual depth and philosophical insight. Among the many facets of Ghalib's personality, his religious and spiritual poetry holds a unique place, reflecting the profound influence of Quranic themes, Islamic thought, and Sufi elements. His works vividly exhibit the semantic depth of Quranic verses and stylistic impacts, highlighting his expansive intellect and deep religious awareness.In both Urdu and Persian, Ghalib's poetry offers profound reflections on theological themes. His Persian poetry presents his Sufi philosophy, monotheism, and the relationship between the Creator and humankind in a philosophical framework. Similarly, his Urdu verses also resonate with these themes in distinctive ways. Ghalib's poetry not only prominently features Quranic metaphors, creative applications of Quranic verses, and elements of religious ethics, but it also explores topics such as human limitations, the vastness of the universe, and the absoluteness of God from a philosophical perspective inspired by the Quran.This research provides an analytical exploration of Mirza Ghalib's Urdu and Persian poetry through the lens of Quranic thought. It sheds light on aspects of his work influenced by Islamic teachings and Quranic philosophy. The article examines Ghalib's religious inclinations as expressed in his verses, covering themes like faith, reliance on God, divine knowledge, and the

human quest for self-realization. Additionally, it delves into the abstract portrayal of religious experiences and the aesthetic dimensions of Quranic style in Ghalib's poetry.This article will serve as a significant reference for students and researchers of literature, religion, and philosophy, enabling them to better understand Ghalib's poetry within the context of Quranic thought and appreciate the intellectual profundity of his work.

Keywords: Invaluable treasure, intellectual depth, spiritual poetry, theological themes, distinctive ways, analytical exploration , researchers , appreciate , intellectual profundity.

کلیدی الفاظ:

انمول خزانہ، فکری گہرائی، روحانی شاعری، مذہبی موضوعات، مخصوص طریقے، تجزیاتی کھوج، محقق، تعریف، فکری گہرائی۔
دبستان دہلی کے نمائندہ شاعر مرزا اسداللہ خاں غالب اپنی ذات میں ایک دبستان کی حیثیت رکھتے ہیں۔ان کی شخصیت اور شاعری اتنی پہلودار ہے کہ صدیاں گزرنے کے باوجود نت نئے موضوعات محققین اور ناقدین کے زیر بحث رہتے ہیں۔ان کے فن شاعری، تاریخ نگاری، مکتوب نویسی، تقریظ نگاری اور شخصیت کے حوالے سے تاحال سیکڑوں کتب، مقالے اور مضامین لکھے جا چکے ہیں۔اس کے باوجود ان کے ہاں موضوعاتی جہات کا کبھی قحط نہیں پڑا۔ان کی بلند خیالی، تخلیقی صلاحیت، کلام کی تاثیر، فلسفیانہ و تفکرانہ انداز، شعری جمالیات، انکشاف حیات و کائنات، معاملات زندگی اور جدت طبع سے متاثر ہو کر ہی شاید ڈاکٹر عبدالرحمان بجنوری جیسے جید نقاد نے یہ تاریخی جملہ کہا:

"ہندوستان کی الہامی کتابیں دو ہیں ایک رگ وید اور دوسری دیوان غالب۔"(1)

مرزا غالب کے ہاں کیفیات، جزبات، تجربات اور مشاہدات کے اظہار کے لیے متنوع علائم، تراکیب لفظی اور اصطلاحات وضع کرنے کا رجحان غالب ہے۔انھوں نے نا صرف مذہب، سائنس، فلسفہ اور عظمت انسانی کے موضوع پر خامہ فرسائی کی ہے بلکہ ان کے ہاں حسن و عشق کی رنگینیاں، غم و الم کا کرب اور معاشرتی جبر و استحصال جیسے موضوعات بھی پوری آب و تاب کے ساتھ موجود ہیں۔ انہوں نے اپنے مخصوص مقاصد کے حصول اور اپنی بات کو مدلل بنانے کے لیے قرآن و حدیث سے بھی بھرپور استفادہ کیا ہے۔مرزا غالب کے متعلق عموماً یہ بات زیر بحث رہی ہے کہ وہ مسلمان ہونے کے باوجود صوم و صلوٰۃ کے پابند نہ تھے۔لیکن یہ بات قطعی طور پر نہیں کی جا سکتی ہے کہ وہ مذہب اسلام اور اس کے عقائد پر ایمان نہ رکھتے تھے۔ان کی شاعری کا عمیق مطالعہ کرنے کے بعد یہ وثوق سے کہا جا سکتا ہے کہ ان کے نظریات و تصورات کی آبیاری دینی تعلیمات سے ہی ہوتی ہے۔ان کے ہاں تصور خیر و شر، جبر و قدر، تصوف،

Shnakhat VOL- 3, ISSUE- 4, 2024
Online ISSN : 2709-7641 Print ISSN 2709-7633
Name of Publisher: **Shnakhat Research & Educational Institute**
Review Type: **Double Blind Peer Review**
Area of Publication: **Arts and Humanities (miscellaneous)**

عظمت آدم خاکی، تسخیر کائنات، تصور جزا و سزا، حور و ملائک کا بیان اور عقیدہ آخرت پر ایمان، انبیاء کے واقعات اور شاعری میں قرآنی آیات اور حدیث کا استعمال ان کے مذہبی شعور کا ترجمان ہے۔ مرزا غالب کے ہاں ایسے مختلف انبیاء کے حالات و واقعات کو موضوع بنایا گیا ہے جن کی تصدیق قرآن مجید سے ہو جاتی ہے۔ مرزا غالب نے کئی مقامات پر قرآنی آیات کا استعمال کر کے اپنے کلام اور نظریات کو نئے معانی دیے ہیں۔ مثال کے طور پر ان کا یہ شعر ملاحظہ فرمائیے:

دھوپ کی تابش، آگ کی گرمی

وقنا ربنا عذاب النار (2)

مرزا غالب کے اردو اور فارسی کلام میں بے شمار قرآنی تلمیحات موجود ہیں۔ لیکن مقالہ ہذا میں مرزا غالب کے اردو کلام سے ان واقعات کی نشاندہی کرنا مقصود ہے۔ جن کا ذکر قرآن مجید میں واضح طور پر موجود ہے۔ اس لیے ایسے واقعات یا شخصیات کو قارئین کی سہولت کے لیے حروف تہجی کی ترتیب سے پیش کیا گیا ہے۔

آدمؑ:

حضرت آدمؑ روئے زمین پر قدم رکھنے والے پہلے انسان ہیں۔ جنہیں ابوالبشر بھی کہا جاتا ہے۔ حضرت آدم کی پیدائش سے لے کر جنت سے نکالے جانے اور زمین پر زندگی بسر کرنے تک کے واقعات قرآن مجید کی سورۂ بقرہ، سورۂ مائدہ، سورۂ اعراف، سورۂ الحجر، سورۂ بنی اسرائیل، سورۂ کہف، سورۂ طٰہٰ، سورۂ سجدہ، سورۂ ص اور سورۂ رحمٰن میں بڑی تفصیل سے ملتے ہیں۔ حضرت آدمؑ کے ساتھ حضرت حوا اور ابلیس کے واقعات بھی منسوب ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو تخلیق کرنا چاہا اور اس بات کا علم فرشتوں کو ہوا تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے کہا کہ اے اللہ تعالیٰ ہم صبح و شام تیری تسبیح کرتے ہیں آدمؑ زمین میں فساد برپا کرے گا اور خون بہا گا اس لیے اس کی تخلیق کی کیا ضرورت ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے۔ اور انسان کو جسد خاکی عطا کر کے جنت میں بھیج دیا۔ روایت ہے کہ آدمؑ کی پسلی سے اماں حوا کو تخلیق کیا گیا جو ان کے درمیان انسیت اور محبت کا باعث ہے۔ کیونکہ عورت مرد کے وجود کا حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو علم الاسماء سکھا اور فرشتوں کو حکم دیا کہ اس کے آگے سجدہ کرو۔ تمام فرشتوں نے اللہ کے حکم کی تکمیل کی لیکن عزازیل (جو فرشتوں کا استاد تھا اور جسے اپنے علم و فضل پر غرور تھا) نے سجدہ کرنے سے انکار کیا اور تا قیامت مردود اور ملعون قرار پایا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ و حوا کو حکم دیا کہ جنت کی سیر کرو جہاں سے چاہو کھاؤ پیو۔ لیکن درخت ممنوعہ کے قریب مت جانا۔ اس کے متعلق چند قرآنی آیات کے تراجم ملاحظہ فرمائیے:

"اور کہا ہم نے اے آدم تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو اور جہاں سے چاہو بافراغت

کھاؤ اور اس درخت کے قریب بھی نہ جانا ورنہ تم ظالموں سے ہو جاؤ گے۔"

Shnakhat
VOL- 3, ISSUE- 4, 2024
Online ISSN : 2709-7641
Print ISSN 2709-7633
Name of Publisher: **Shnakhat Research & Educational Institute**
Review Type: **Double Blind Peer Review**
Area of Publication: **Arts and Humanities (miscellaneous)**

(سورۃ بقرہ، رکوع 4)

" مگر روکنے کی وجہ یہ ہے یا تم دونوں فرشتے بن جاؤ گے یا ہمیشہ جنت
میں رہنے والے بن جاؤ گے جو دائمی سلطنت ہے۔"

(سورۃ اعراف، آیت نمبر 21)

" پس دونوں نے جب درخت کا میوہ چکھا دونوں کی شرمگاہیں ایک دوسرے کے روبرو ہو گئیں"

(سورۃ اعراف، آیت نمبر 22)

شجر ممنوعہ کا پھل کھانے کے بعد جو نوری لباس انہوں نے پہنا ہوا تھا وہ غائب ہو گیا اور انہوں نے اپنے بدن کو پتّوں سے ڈھانپنا شروع کر دیا اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی کی پاداش میں انہیں جنت سے نکال کر زمین پر بھیج دیا گیا، جہاں وہ اپنی خطا کی معافی کے لیے آہ وزاری کرتے رہے بالا آخران کا گناہ معاف ہوا اور فرشتے انہیں حکم خداوندی سے میدان عرفات میں چھوڑ آ جہاں انہوں نے خانہ کعبہ کی تعمیر کا سلسلہ شروع کیا۔ سورۃ بقرہ میں ارشاد ہے:

"اور تمہارے لیے زمین میں ٹھہرنے کی جگہ ہے اور فائدہ اٹھانے
کی ایک وقت تک یعنی موت تک۔"

(رکوع 4)

مرزا غالب کی شاعری میں حضرت آدمؑ کی جنت سے نکالے جانے کی تحقیر کا ذکر ملتا ہے۔ وہ اپنی جودت طبع سے روایتی موضوع کو نئے ڈھنگ سے باندھنے کا ہنر جانتے ہیں۔ ان کے نزدیک محبوب کے کوچے سے رسوا ہو کر نکلنا آدمؑ کے خلد سے نکلنے کے مماثل ہے۔ محبوب کی گلی سے بے عزت اور ذلیل وخوار ہونے کا کرب ان کے ہاں اس طرح ملتا ہے:

؎نکلنا خلد سے آدم کا سنتے آ ہیں لیکن
بہت بے آبرو ہو کر ترے کوچے سے ہم نکلے (3)

ایک اور شعر میں مرزا غالب حضرت آدمؑ کے خلد سے نکلنے کی وجہ گیہوں کھانے کو قرار دیتے ہو کہتے ہیں:

؎نہ کھاتے گیہوں، نکلتے نہ خلد سے باہر
جو کھاتے حضرت آدمؑ یہ بیسنی روٹی (4)

ایوبؑ:

Shnakhat VOL- 3, ISSUE- 4, 2024
Online ISSN : 2709-7641 Print ISSN 2709-7633
Name of Publisher: **Shnakhat Research & Educational Institute**
Review Type: **Double Blind Peer Review**
Area of Publication: **Arts and Humanities (miscellaneous)**

حضرت ایوبؑ پیغمبرِ خدا تھے جو اپنے صبر اور فقر واستغنا کے باعث مشہور ہو۔ سخت آزمائشوں کے باوجود انہوں نے صبر و شکر سے کام لیا۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ :

" ایوب کی اس حالت کو یاد کرو جبکہ اس نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ مجھے یہ بیماری لگ
گئی ہے اور تو رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔"
(سورۃ الانبیاء، آیت 83)

مرزا غالب کا درج ذیل شعر حضرت ایوبؑ کی اسی دعا سے ماخوذ ہے۔

؎ آپ نے " مسنی الضر" کہا ہے تو سہی
یہ بھی، یا حضرت ایوبؑ، گلا ہے تو سہی (5)

حضرت ایوبؑ کی بیوی حضرت یوسفؑ کے خاندان سے تھیں۔ آپؑ ہر وقت ذکر الٰہی میں مشغول رہتے تھے لیکن شیطان ملعون نے آپ کو بھٹکانے کی کوشش کی۔ آپؑ کے مویشی دریا میں غرق کر دیے، فصل کو آگ لگا دی، گھر کا ساز و سامان تباہ کر دیا لیکن آپؑ نے صبر کا دامن نہ چھوڑا۔ آپؑ کے بدن میں زخم ہو گئے اور ان میں کیڑے پڑ گئے۔ اس موذی بیماری سے چھٹکارے کے لیے آپؑ نے اللہ تعالیٰ سے درج بالا دعا مانگی جو قبول ہوئی۔ حضرت ایوبؑ کے مصائب اور صبر و توکل کا ذکر قرآن مجید میں چار مقامات سورۂ نساء، سورۂ الانعام، سورۂ ص اور سورۂ الانبیاء میں ملتا ہے۔

زلیخا:

زلیخا عزیز مصر کی بیوی کا نام ہے۔ جو حضرت یوسفؑ کی جوانی اور خوبصورتی پر فریفتہ ہو گئی تھی۔ ایک دن کمرے کا دروازہ بند کر کے حضرت یوسفؑ کو برائی کی طرف مائل کرنے لگی لیکن آپؑ نے انکار کیا اور دروازے کی طرف دوڑے تو زلیخا بھی آپؑ کے پیچھے دوڑی اور آپؑ کی قمیص پھٹ گئی۔ دروازے کے باہر عزیز مصر کھڑا تھا تو زلیخا نے حضرت یوسفؑ پر بدکاری کا الزام لگا دیا ایسے میں اللہ کے حکم سے ایک شیر خوار بچے نے گواہی دی اور تجویز پیش کی کہ اگر قمیص سامنے سے پھٹی ہے تو زلیخا سچ بول رہی ہے اور اگر پیچھے سے پھٹی ہے تو حضرت یوسفؑ سچے ہیں اور اللہ کے حکم سے آپؑ سچے ثابت ہو۔ زلیخا کے متعلق مرزا غالب اپنے ایک شعر میں لکھتے ہیں:

؎ سب رقیبوں سے ہوں ناخوش پر زنان مصر سے
ہے زلیخا خوش کہ محو ماہ کنعاں ہو گئیں (6)

اس شعر کی توضیح کرتے ہو پروفیسر یوسف سلیم چشتی رقم طراز ہیں:

" عام طور سے عاشق اپنے رقیبوں سے نفرت کرتا ہے مگر زلیخا اپنے رقیبوں (زنان مصر)

Shnakhat VOL- 3, ISSUE- 4, 2024
Online ISSN : 2709-7641 Print ISSN 2709-7633
Name of Publisher: **Shnakhat Research & Educational Institute**
Review Type: **Double Blind Peer Review**
Area of Publication: **Arts and Humanities (miscellaneous)**

سے ناخوش نہیں ہوئی کیونکہ یوسف کو دیکھ کر وہ سب ان پر عاشق ہو گئی تھیں۔"(7)

درج بالا شعر میں قرآن مجید میں مرقوم اس واقعہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جب زلیخا کے ناکام عشق اور حضرت یوسفؑ کے حسن کے چرچے مصر میں پھیل چکے تھے اور زلیخا کی سہیلیاں اسے طعنے دیتی تھیں کہ وزیر کی بیوی ہو کر غلام سے عشق کرتی ہے ساری غلطی اسی کی ہے۔تب زلیخا نے تمام عورتوں کو محل میں بلایا۔اس واقعہ کی تفصیل قرآن مجید میں یوں ملتی ہے:

"اس نے جب ان کی اس پر فریب غیبت کا حال سنا تو انہیں بلوا بھیجا اور ان کے لیے ایک مجلس مرتب کی اور ان میں سے ہر ایک کو چھری دی اور کہا اے یوسفؑ! ان کے سامنے آؤ،ان عورتوں نے جب اسے دیکھا تو بہت بڑا جانا اور اپنے ہاتھ کاٹ لیے اور زبان سے نکلا، پاکی ہے اللہ کو یہ تو انسان نہیں یہ تو یقیناً کوئی بڑا بزرگ فرشتہ ہے۔"

(سورۃ یوسف آیت نمبر 31)

عیسیٰؑ:

حضرت عیسیٰؑ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر تھے جو مسیحا یا مسیح کے نام سے بھی مشہور ہو۔آپ بغیر باپ کے حضرت مریمؑ کے بطن سے پیدا ہو۔آپؑ کے متعلق اردو جامع انسائیکلوپیڈیا میں یوں ملتا ہے:

"حضرت عیسیٰؑ قوم بنی اسرائیل کی اصلاح اور آنے والے پیغمبر کی بشارت پر مامور تھے۔یہودی علما وقت سے بہت جلد مجادلات کی نوبت آئی اور روایت عام کے رو سے مخالفوں نے رومی حکام کو باور کرادیا کہ حضرت عیسیٰؑ "مسیح" یعنی بنی اسرائیل کے آسمانی بادشاہ ہونے کے مدعی ہیں اور بغاوت کی سزا میں سولی دلوائی۔ ازروقرآن یہ سولی کسی دوسرے شخص کو دی گئی اور حضرت عیسیٰؑ اوپر اٹھا لیے گئے۔"(8)

حضرت عیسیٰؑ کو اللہ تعالیٰ نے بہت سے معجزات عطا کیے تھے۔جن میں مردوں کو زندہ کرنا،کوڑھ کا مرض دور کرنا، بیماروں کو شفا دینا، پرندوں میں روح پھونکنا وديگر شامل ہیں۔مرزا غالب کی شاعری حضرت عیسیٰؑ کے معجزات کو نئے نئے انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

مثال کے طور پر ان کا ایک شعر ملاحظہ فرمائیں:

ابن مریم ہوا کرے کوئی

میرے دکھ کی دوا کرے کوئی(9)

مذکورہ شعر کی توضیح کرتے ہو مولانا غلام رسول مہر لکھتے ہیں:

Shnakhat VOL- 3, ISSUE- 4, 2024
Online ISSN : 2709-7641 Print ISSN 2709-7633
Name of Publisher: **Shnakhat Research & Educational Institute**
Review Type: **Double Blind Peer Review**
Area of Publication: **Arts and Humanities (miscellaneous)**

"ابن مریم یعنی حضرت عیسیٰؑ ہیں تو ہوا کریں بلاشبہ ان کے اعجاز سے بیمار شفا پاتے تھے اور مردے زندہ ہوتے تھے لیکن میرے لیے تو اصل شے اپنا دکھ ہے۔اس کی کوئی دوا تجویز کر دے تو میں جانوں اور مانوں"(10)

درج بالا شعر قرآن مجید کی سورۃ آل عمران میں مذکور حضرت عیسیٰؑ کے معجزات کی طرف اشارہ کرتا ہے۔سورۃ آل عمران کی چند آیات کا ترجمہ ملاحظہ فرمایئے:

" میں تمہارے پاس تمہارے رب کی نشانی لایا ہوں، میں تمہارے لیے پرندوں کی شکل کی طرح مٹی کا پرندہ بناتا ہوں، پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے پرندہ بن جاتا ہے اور اللہ کے حکم سے میں مادر زاد اندھے کو اور کوڑھی کو اچھا کر دیتا ہوں اور مردوں کو زندہ کر دیتا ہوں۔"

(سورۃ آل عمران، آیت نمبر 49)

حضرت عیسیٰؑ کا ذکر قرآن مجید میں مختلف مقامات سورۂ بقرہ، آل عمران، نساء، مائدہ، توبہ، مریم، انبیاء، مومنون، احزاب، یٰسین ، زخرف، حدید اور الصّف میں ملتا ہے۔مرزا غالب کی شاعری میں بھی کئی اشعار ایسے ملتے ہیں جو حضرت عیسیٰؑ کی زندگی اور واقعات سے ماخوذ ہیں۔مثال کے طور پر چند اشعار ملاحظہ فرمایئے:

؎ مر گیا صدمہ جنبش لب سے غالب
ناتوانی سے حریف دم عیسیٰؑ نہ ہوا(11)

؎ لب عیسیٰؑ کی جنبش کرتی ہے گہوارہ جنبانی
قیامت، کشتۂ لعلِ بتاں کا خوابِ سنگیں ہے(12)

محمدؐ:

مرزا غالب عقائد اسلام پر پختہ ایمان رکھتے ہیں وہ حضرت محمدؐ کو خاتم النبین تصور کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کے آگے سر تسلیم خم کرتے نظر آتے ہیں۔قرآن مجید میں توحید کے بعد رسالت کا درس ملتا ہے۔اور آپؐ کو مختلف ناموں سے پکارا گیا ہے۔مرزا غالب کی شاعری میں بھی آپؐ کو مختلف القابات شہنشاہ امم، ختم رسل، رسول اللہ، نبی مرسل اور ساقی کوثر کہہ کر پکارا گیا ہے۔آپؐ تمام انبیاء کے سردار ہیں۔آپ 20اپریل 571ء کو حضرت عبداللہ کے گھر مکہ کے ایک قریش خاندان میں پیدا ہو۔آپ کی سچائی اور ایمان داری کے باعث کفار بھی آپ کو صادق اور امین کے نام سے پکارتے تھے۔چالیس سال کی عمر میں آپ پر غار حرا میں پہلی وحی نازل ہوئی۔آپؐ کو معراج کی سعادت حاصل ہوئی۔

اس تناظر میں مرزا غالب لکھتے ہیں:

Shnakhat

VOL- 3, ISSUE- 4, 2024

Online ISSN : 2709-7641

Print ISSN 2709-7633

Name of Publisher: **Shnakhat Research & Educational Institute**

Review Type: **Double Blind Peer Review**

Area of Publication: **Arts and Humanities (miscellaneous)**

؎اس کی امت میں ہوں میں، میرے رہیں کیوں کام بند

واسطے جس شہ کے غالب، گنبدِ بے در کھلا(13)

مذکورہ بالا شعر میں گنبدِ بے در سے مراد آسمان کے دروازے ہیں جو معراج نبویؐ کے وقت کھول دیے گئے تھے۔ غالب کے نزدیک میں اس عظیم الشان نبیؐ کی امت سے ہوں جن کے لیے آسمان کے بند دروازے کھو دیے گئے اور انہیں رب تعالیٰ سے ملاقات کا موقع دیا گیا تو میرے سارے کام کیسے بند ہو سکتے ہیں؟ میری مرادیں بر آئیں گی۔ معراج کے واقعہ کی قرآن مجید سے بھی تصدیق ہوتی ہے۔ اس تناظر میں سورۃ بنی اسرائیل سے چند آیات کا ترجمہ ملاحظہ فرمایئے:

"پاک ہے وہ جو لے گیا، ایک رات اپنے بندے کو مسجد الحرام سے دور کی اس مسجد تک جس کے ماحول کو اس نے برکت دی ہے تاکہ اسے اپنی کچھ نشانیوں کا مشاہدہ کرائے"

(سورۃ بنی اسرائیل، آیت نمبر 1)

معراج کے موقع پر آپؐ نے زمین و آسماں کی سیر کی اور جنت و دوزخ کا نظارا بھی کیا۔ آسمانوں پر آپ کی ملاقات مختلف انبیاء کرام سے بھی ہوئی۔ یہ معراج روحانی تھی یا جسمانی اس پر آج تک مورخین اور علماء تحقیق کر رہے ہیں۔

مرزا غالب کی شاعری میں بارہا "ساقی کوثر کا ذکر ملتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک شعر ملاحظہ فرمائیں:

؎کل کے لیے آج نہ خست شراب میں

یہ سوءِ ظن ہے ساقی کوثر کے باب میں(14)

کوثر جنت کی ایک نہر یا حوض کا نام ہے اور قرآن مجید میں "الکوثر" کے عنوان سے ایک سورۃ بھی موجود ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ جنتیوں کو اپنے ہاتھ سے حوض کوثر کا پانی پلائیں گے۔

موسیٰؑ:

حضرت موسیٰؑ بنی اسرائیل میں پیدا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بنی اسرائیل کی اصلاح، فرعون کی جھوٹی خدائی اور حکومت کو نیست و نابود کرنے کے لیے مبعوث فرمایا۔ آپؑ کو اللہ تعالیٰ نے کئی معجزات دیے۔ اور آپؑ پر آسمانی کتاب تورات بھی نازل ہوئی۔ آپؑ کو یہ شرف حاصل تھا کہ آپؑ اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوتے تھے اس لیے کلیم اللہ کہلا۔ جس مقام پر آپ کو پیغمبری سے نوازا گیا اور اللہ سے ہم کلام ہو وہ وادی ایمن میں موجود کوہ طور تھا۔ جب حضرت موسیٰؑ کوہ سینا کے قریب سے رات کے وقت گزرے تو وہاں انہوں نے ایک جھاڑی میں آگ لگی دیکھی اور انگارے لینے کی غرض سے گئے۔ سورۃ قصص کے مطابق وادی کے کنارے ایک خطے میں آگ کے اندر ایک ہرا بھرا درخت کھڑا تھا۔ جس سے اچانک آوازیں آنا شروع ہو گئیں۔ اس واقعہ کی تفصیل قرآن مجید میں دیکھی جا سکتی ہے:

Shnakhat VOL- 3, ISSUE- 4, 2024
Online ISSN : 2709-7641
Print ISSN 2709-7633
Name of Publisher: **Shnakhat Research & Educational Institute**
Review Type: **Double Blind Peer Review**
Area of Publication: **Arts and Humanities (miscellaneous)**

" اے موسیٰؑ! یہ میں ہوں، اللہ، زبردست اور دانا اور پھینک تو ذرا اپنی لاٹھی، جو نہی کہ موسیٰؑ نے دیکھا کہ لاٹھی سانپ کی طرح بل کھا رہی ہے تو پیٹھ پھیر کر بھاگا اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا۔ اے موسیٰؑ ڈرو نہیں۔ میرے سامنے رسول ڈرا نہیں کرتے۔ الا یہ کہ کسی نے قصور کیا ہو۔۔۔۔ اور ذرا اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں تو ڈالو، چمکتا ہوا نکلے گا بغیر کسی تکلیف کے۔ یہ (دونشانیاں) نو نشانیوں میں سے ہیں۔ فرعون اور اس کی قوم کی طرف (لے جانے کے لیے) وہ بڑے بدکردار لوگ ہیں۔"

(سورۃ النحل)

مرزا غالب کے ہاں کوہ طور پر حضرت موسیٰؑ کی اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی، نور کی تجلی، فرعون کی خدائی کا ذکر ملتا ہے۔ مرزا غالب کا ایک شعر ملاحظہ فرمائیے:

؎ کیا فرض ہے کہ سب کو ملے ایک سا جواب
آؤ نا ہم بھی سیر کریں کوہ طور کی (15)

مذکورہ بالا شعر میں قرآن میں مذکور اس واقعہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جب حضرت موسیٰؑ نے اللہ تعالیٰ کے دیدار کی خواہش ظاہر کی تھی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"لن ترانی" (سورۃ اعراف)

لیکن حضرت موسیٰؑ کے اصرار پر اللہ تعالیٰ نے اپنے نور کی تجلی ذرے کے برابر دکھائی آپؑ اور سرداروں کا جو وفد آپؑ کے ساتھ کوہ طور پر گیا ہوا تھا اس تجلی کی تاب نہ لا سکے۔ قرآن مجید میں حضرت موسیٰؑ کا سورۂ بقرہ، آل عمران، نساء، مائدہ، انعام، اعراف، یونس، ہود اور ابراہیم سمیت 29 مقامات پر ذکر ملتا ہے۔ مرزا غالب کا ایک اور شعر ملاحظہ فرمائیے:

؎ چاہا بہ چشم شوق جو موسیٰؑ نے طور پر
یاں دیکھتے ہیں روز وہی ہر چراغ میں (16)

نمرود:

نمرود عراق کا بادشاہ تھا اور جھوٹی خدائی کا دعوے دار تھا۔ نمرود حضرت ابراہیمؑ کا ہم عصر تھا۔ قرآن مجید میں حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ نمرود کے واقعات بھی درج ہیں۔ وہ نمرود ہی تھا جس نے حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالنے کا حکم دیا تھا۔ اور اللہ کے حکم سے وہ آگ گلزار ہو گئی اور حضرت ابراہیمؑ سلامت رہے۔ حضرت ابراہیمؑ کی قوم بت پرست تھی اور نمرود کے سامنے بھی سجدہ ریز ہوتی تھی۔ آپؑ نے نمرود کے آگے سجدے سے انکار کیا اور قوم کو توحید کا درس دینے لگے۔ جب انہوں نے نمرود کی جھوٹی خدائی کو مسترد کیا تو نمرود نے انہیں دربار میں بلایا اور دونوں کے درمیان جو مکالمہ ہوا اس کے متعلق قرآن مجید میں جو تفصیل ملتی ہے، ملاحظہ فرمائیے:

Shnakhat
VOL- 3, ISSUE- 4, 2024
Online ISSN : 2709-7641
Print ISSN 2709-7633
Name of Publisher: Shnakhat Research & Educational Institute
Review Type: Double Blind Peer Review
Area of Publication: Arts and Humanities (miscellaneous)

"کیا تونے اسے نہیں دیکھا جو سلطنت پا کر ابراہیمؑ سے اس کے رب کے بارے میں جھگڑ رہا تھا، جب ابراہیمؑ نے کہا کہ میرا رب تو وہ ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے، وہ کہنے لگا میں بھی جلاتا اور مارتا ہوں، ابراہیمؑ نے کہا اللہ تعالیٰ سورج کو مشرق کی طرف سے لے آتا ہے تو اسے مغرب کی جانب سے لے آ۔ اب کافر بھونچکارہ گیا، اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔"

(سورۃ بقرہ، آیت نمبر258)

مرزا غالب کی شاعری میں نمرود کی خدائی کا تذکرہ یوں ملتا ہے:

؎ کیا وہ نمرود کی خدائی تھی

بندگی میں مرا بھلا نہ ہوا(17)

مذکورہ بالا شعر میں مذکور نمرود کی خدائی کے متعلق عاطف خالد بٹ لکھتے ہیں:

" اس شعر میں جس نمرود کا ذکر کیا گیا ہے۔ وہ حضرت ابراہیمؑ کا ہم عصر تھا اور اس کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے۔ وہ خدائی کا دعویدار بھی تھا اس کا مقصد یہ تھا کہ خدا تک پہنچ سکے مگر کافی اونچائی کے بعد اللہ تعالیٰ نے آناً فاناً اس مینار کو مسمار کر دیا۔ کہا جاتا ہے کہ اس کی ناک میں ایک کیڑا گھس کر دماغ تک پہنچ گیا، جس سے اسے بڑی اذیت ملی۔ خدائی کا یہ دعویدار ایک کیڑے کے ہاتھوں دن رات تڑپ تڑپ کر ہلاک ہو گیا۔"(18)

ھل من مذید:

مرزا غالب کی شاعری میں متعدد ایسے اشعار ملتے ہیں جن میں قرآنی آیات شامل ہیں جن سے کوئی نہ کوئی واقعہ منسوب ہے۔ مثال کے طور پر ان کا ایک شعر ملاحظہ فرمائیں:

؎ جاں، مطرب ترانہ ھل من مذید ہے

لب پردہ سنج زمزمۂ الاماں نہیں(19)

مذکورہ بالا شعر میں جہنم کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو قیامت کے روز آگ سے بھری ہو گی اور اللہ تعالیٰ اس سے خطاب کریں گے۔ اس تناظر میں سورۃ ق کی ایک آیت کا ترجمہ ملاحظہ فرمایئے:

" وہ دن جب کہ ہم جہنم سے پوچھیں گے کہ کیا تو بھر گئی؟ اور وہ کہے گی، کیا اور کچھ ہے؟"

(سورۃ ق، آیت نمبر30)

"ھل من مزید" سورۃ ق کی مذکورہ بالا آیت کا جزو ہے۔

یعقوبؑ و یوسفؑ:

Shnakhat
VOL- 3, ISSUE- 4, 2024
Online ISSN : 2709-7641
Print ISSN 2709-7633
Name of Publisher: **Shnakhat Research & Educational Institute**
Review Type: **Double Blind Peer Review**
Area of Publication: **Arts and Humanities (miscellaneous)**

حضرت یعقوبؑ، حضرت یوسفؑ کے والد تھے۔ دونوں کو اللہ نے نبوت سے سرفراز کیا۔ حضرت یوسفؑ کو ان کے بھائیوں نے کنویں میں پھینک دیا اور اپنے والد سے جھوٹ کہا کہ حضرت یوسفؑ کو بھیڑیے نے کھالیا ہے۔ اور ثبوت کے طور پر حضرت یوسفؑ کا کرتا لے گئے جس کی خوشبو سے حضرت یعقوبؑ کو یہ اندازہ ہو گیا کہ حضرت یوسفؑ سلامت ہیں اور وہ ان کی جدائی میں روتے رہے حتیٰ کہ ان کی آنکھوں کی بینائی جاتی رہے۔ حضرت یوسفؑ کو ایک قافلے کے لوگوں نے کنویں سے نکالا اور مصر کے بازار میں بیچ دیا۔ جہاں عزیز مصر اور ان کی بیوی نے آپؑ کی اپنی اولاد کی طرح پرورش کی بعد ازاں وہ عورت جس کا نام زلیخا تھا، حضرت یوسفؑ کے حسن پر فریفتہ ہو گئی اور انہیں بہلانے کی کوشش کرتی رہی جب اپنے ارادوں میں ناکام ہوئی تو حضرت یوسفؑ کو زندان میں قید کرا دیا۔ حضرت یوسفؑ اور حضرت یعقوبؑ کا یہ واقعہ قرآن مجید میں مختلف مقامات پر بیان کیا گیا ہے۔ مرزا غالب کے حضرت یعقوبؑ اور حضرت یوسفؑ کے متعلق چند اشعار ملاحظہ فرمایئے:

؎ہنوز اک پرتو نقش خیال یار باقی ہے
دل افسردہ، گویا، حجرہ ہے یوسفؑ کے زنداں کا(20)

؎نہ چھوڑی حضرت یوسفؑ نے یاں بھی خانہ آرائی
سفیدی دیدۂ یعقوب کی پھرتی ہے زنداں پر(21)

؎نسیم مصر کو کیا پیر کنعاں کی ہوا خواہی
اسے یوسف کی بوئے پیرہن کی آزمائش ہے(22)

مرزا غالب کی شاعری اپنی فکری گہرائی اور فلسفیانہ بصیرت کے باعث اردو اور فارسی ادب کا ایک انمول سرمایہ ہے۔ غالب کی شخصیت کے متعدد پہلوؤں میں ان کی مذہبی اور روحانی شاعری ایک منفرد مقام رکھتی ہے، جو قرآن مجید کے مضامین، اسلامی فکر، اور صوفیانہ عناصر سے متاثر ہے۔ ان کے کلام میں قرآنی آیات کی معنوی گہرائی اور اسلوبیاتی اثرات واضح طور پر دیکھے جا سکتے ہیں، جو ان کی فکری وسعت اور دینی شعور کو نمایاں کرتے ہیں۔ اردو اور فارسی دونوں زبانوں میں غالب کا کلام الٰہیاتی موضوعات پر گہری بصیرت پیش کرتا ہے۔ اردو شاعری میں ان کی صوفیانہ فکر، توحید، اور خالق و انسان کے درمیان تعلق کو فلسفیانہ رنگ میں پیش کیا گیا ہے۔ ان کے اشعار میں نہ صرف قرآنی استعارات، آیات کا تخلیقی استعمال، اور مذہبی اخلاقیات کے پہلو نمایاں ہیں بلکہ انسانی محدودیت، کائنات کی وسعت، اور خدا کی مطلقیت کے موضوعات کو بھی قرآنی تناظر میں فلسفیانہ طور پر بیان کیا گیا ہے۔ یہ تحقیق مرزا غالب کی اردو شاعری کا قرآنی تناظر میں تجزیہ پیش کرتی ہے، جس میں ان کے کلام کے ان پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے جو اسلامی تعلیمات اور قرآنی فکر سے متاثر ہیں۔ اس مضمون میں غالب کے مذہبی رجحانات کا مطالعہ ان کے اشعار کی روشنی میں کیا گیا ہے، جن میں ایمان، توکل، معرفتِ الٰہی، اور

Shnakhat
VOL- 3, ISSUE- 4, 2024
Online ISSN : 2709-7641
Print ISSN 2709-7633
Name of Publisher: **Shnakhat Research & Educational Institute**
Review Type: **Double Blind Peer Review**
Area of Publication: **Arts and Humanities (miscellaneous)**

انسان کی اپنی حقیقت کے ساتھ جستجو جیسے موضوعات شامل ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ، غالب کی شاعری میں مذہبی تجربات کی تجریدی عکاسی اور قرآنی اسلوب کے جمالیاتی پہلوؤں کا جائزہ بھی شامل ہے۔ جو غالب کے کلام کو قرآنی تناظر میں سمجھنے اور ان کی فکری گہرائی کو دریافت کرنے میں مدد فراہم کرے گا۔ مرزا غالب کی شاعری میں کثیر تعداد میں قرآنی واقعات بالخصوص قصص الانبیاء کا بیان ملتا ہے۔ جو بذات خود ایک الگ تحقیقی مقالے کے متقاضی ہیں۔ مقالہ ہذا میں سب کی تفصیل بیان کرنا جو شیر لانا کے مترادف ہے اس لیے اختصار کو ملحوظ خاطر رکھتے ہو بطور نمونہ چند واقعات اور ان کے قرآنی حوالے درج کر دیے ہیں۔ جن سے قارتین کے لیے کلام غالب کی تفہیم میں مدد ملے گی اور ان کے افکار و نظریات کے متعلق نئے در واہوں گے۔ بلاشبہ فکری، فنی اور موضوعاتی کثیر الجہتی کے باعث غالب کل بھی غالب تھا اور آج بھی غالب ہے۔ یہ مقالہ ادب، دین، اور فلسفے کے طلبا اور محققین کے لیے ایک اہم حوالہ ثابت ہو گا۔

حوالہ جات

1۔عبدالرحمٰن بجنوری، "محاسن کلام غالب" ، نئی دہلی، انجمن ترقی اردو، 1983ء، ص5

2۔اسداللہ خاں غالب، "دیوان غالب" (مرتبہ غلام رسول مہر)، لاہور، شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز، س۔ن، ص314

3۔ایضاً، ص276

4۔ایضاً، ص320

5۔ایضاً، ص331

6۔ایضاً، ص150

7۔یوسف سلیم چشتی، "شرح دیوان غالب" ، لاہور، عشرت پبلشنگ ہاؤس، 1958ء، ص560

8۔حامد علی خان، مولانا، "اردو جامع انسائیکلوپیڈیا" ، لاہور، شیخ غلام علی اینڈ سنز، س۔ن، ص1023

9۔"دیوان غالب" مرتبہ غلام رسول مہر، ص272

10۔غلام رسول مہر، " نوا سروش" ، لاہور، شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز، س۔ن، ص686

11۔"دیوان غالب" مرتبہ غلام رسول مہر، ص29

12۔ایضاً، ص279

13۔ایضاً، ص36

14۔ایضاً، ص134

15۔ایضاً، ص286

Shnakhat
VOL- 3, ISSUE- 4, 2024
Online ISSN : 2709-7641
Print ISSN 2709-7633
Name of Publisher: **Shnakhat Research & Educational Institute**
Review Type: **Double Blind Peer Review**
Area of Publication: **Arts and Humanities (miscellaneous)**

16۔ایضاً،ص356

17۔ایضاً،ص53

18۔عاطف خالد بٹ،"کلام غالب میں تلمیحات کا جائزہ" ،مشمولہ رنگ ادب (غالب نمبر) کراچی، رنگ ادب پبلی۔کیشنز، یکم جولائی2017تا31دسمبر2017ء،ص231

19۔"دیوان غالب" مرتبہ غلام رسول مہر،ص127

20۔ایضاً،ص31

21۔ایضاً،ص91

22۔ایضاً،ص259